S-2003-5-327-335

عدالت عظمیٰ رپوٹس 2003 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

اندرا بھون گور

بنام۔

کمیٹی، منیجمنٹ آف ایم ایم ڈگری کالج اور دیگران

6 نومبر 2003

ڈوریسوامی راجو اور اریجیت پسایت، جسٹسز

ملازمت کا قانون:

پرنسپل کے خلاف امتحان کے انعقاد میں بے ضابطگی کے الزامات- پرنسپل نے امتحان میں اپنے بیٹے کی مدد کی-محکمہ جاتی کارروائی- پرنسپل کو اپنا مقدمہ پیش کرنے کے لیے کافی موقع دینا- پرنسپل کی طرف سے عدم تعاون- برطرفی کا حکم- چیلنج- عدالت عالیہ کی طرف سے مسترد- اپیل- عذر کہ روزی روٹی کی عدم ادائیگی اور موقع فراہم کرنے سے انکار کارروائی کو خراب کرتا ہے، اور مینجنگ کمیٹی کی طرف سے تعصب اور پرنسپل کے بیٹے کے الزامات سے بری ہونے کی حقیقت- منعقد: بار بار مواقع دیے جانے کے باوجود پرنسپل کو تعاون بڑھانے میں مکمل طور پر لاتعلق ہونا- جب تک کہ جانبداری نہ دکھایا جائے، محض روزی روٹی کی عدم ادائیگی عملی طور پر کارروائی کو خراب کرنے کی بنیاد نہیں ہوسکتی- مجوزہ برطرفی کی کارروائی کی منظوری کے مطابق 11 میں سے 8 اراکین بے بنیاد ثابت ہوتے ہیں- ان کے بیٹے کو یونیورسٹی کے طور پر الزامات سے بری کر دیا گیا کیونکہ وہ فطری انصاف کے اصول پر عمل نہیں کر رہا تھا- نیز پرنسپل کے بیٹے کے غیر قانونی طور پر داخلے کے بارے میں بھی الزام ہے-لہذا معاملہ نئی سماعت کے لیے عدالت عالیہ کو واپس بھیج دیا گیا۔

اپیل کنندہ کو جواب دہندہ کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ یونیورسٹی کے امتحانات منعقد ہوئے۔ اپیل کنندہ نے امتحان کے انعقاد میں بے ضابطگیاں کیں؛ اس نے اپنے بیٹے کی جوابی کتاب بدل دی۔ جواب دہندہ مینجنگ کمیٹی نے اپیل گزار کو معطل کرنے اور تفتیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ اپیل کنندہ کو چارج شیٹ جاری کی گئی۔ اپیل کنندہ کی طرف سے مانگی گئی تمام دستاویزات فراہم کر دی گئیں۔ وہ انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہوئے اور کمیٹی نے انہیں امتحان کے انعقاد میں بے ضابطگی کا مجرم پایا اور وائس چانسلر کی منظوری کے ساتھ ان کی برطرفی کی سفارش کی۔ اس کے بعد، مینجنگ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ اپیل کنندہ کی ملازمت برخاست کرنے کے بجائے ختم کر دی جائے۔ وائس چانسلر نے منظوری دے دی۔ اپیل کنندہ نے حکم کو چیلنج کیا۔ اسے مسترد کر دیا گیا، کیونکہ اسے

انکوائری کمیٹی کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے کا مناسب موقع دیا گیا تھا لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا۔اپیل کنندہ نے عدالت عالیہ کے سامنے تحریری درخواست دائر کرکے وائس چانسلر کے حکم کو چیلنج کیا اور اسے مسترد کر دیا گیا۔نظر ثانی کی درخواست بھی مسترد کر دی گئی۔لہذا موجودہ اپیل۔

اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ معطلی کی مدت کے دوران اسے روزی الاؤنس نہیں دیا گیا تھا؛ کہ اپیل کنندہ کے بیٹے نے تحریری درخواست دائر کی تھی جس کی اجازت دی گئی تھی اور وائس چانسلر نے عدالت عالیہ کے حکم کو قبول کر لیا تھا، جس میں اس کے خلاف کی گئی کارروائی کو کالعدم قرار دیا گیا تھا اور اس کے نتائج کے اعلان کی ہدایت کی گئی تھی؛ کہ اپیل کنندہ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لیے مبینہ بے ضابطگیوں کے الزام کی کوئی بنیاد مکمل طور پر موجود نہیں ہے؛ کہ عدالت عالیہ کے سامنے ریکارڈ پر رکھی گئی دستاویزات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مینیجنگ کمیٹی کی طرف سے تعصب تھا؛ اور یہ کہ فیصلہ لینے والی کمیٹی کے دو افراد نے بھی تعصب کے بارے میں کہا تھا۔

جواب دہندہ مینیجنگ کمیٹی نے دعوی کیا کہ روزی روٹی الاؤنس حاصل کرنے کے لیے مخصوص طریقہ کار پر عمل کرنا تھا، جو اپیل کنندہ کے ذریعے نہیں کیا گیا تھا اور اس کے بعد روزی روٹی الاؤنس ادا کیا گیا ہے؛ کہ اپیل کنندہ کے بیٹے کے خلاف کارروائی فطری انصاف کے اصول کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے اور معروضی طور پر درج کردہ کسی مخصوص نتیجے کی وجہ سے نہیں کی گئی تھی؛ کہ عدالت عالیہ نے حکام کو موقع فراہم کرنے کے بعد نئے سرے سے آگے بڑھنے کی ہدایت کی تھی، یونیورسٹی نے دوسری صورت میں سوچا، اور وائس چانسلر نے نتیجہ کا اعلان کرنے کی ہدایت کی جو بذات خود اپیل کے خلاف آگے بڑھنے کا حق نہیں چھینتا ہے۔اپیل کنندہ؛ کہ حکم یہ ظاہر کرتا ہے کہ 11 میں سے 8 اراکین نے اپیل کنندہ کے خلاف کارروائی کرنے پر اتفاق کیا ہے، کسی تعصب کا کوئی سوال نہیں تھا؛ اور یہ کہ اپیل کنندہ دیئے گئے مناسب موقع سے فائدہ اٹھانے میں ناکام ہونے کی وجہ سے شکایت نہیں کر سکتا۔

اپیلوں کو نمٹاتے ہوئے، عدالت

منعقد.1.1 فوری معاملے میں، اپیل کنندہ کی طرف سے تعاون کی مکمل کمی تھی۔ یہ صرف وہی شخص ہے جو دیئے گئے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار اور تیار ہے وہ کسی بھی موقع سے انکار کے بارے میں شکایت کر سکتا ہے اور اپیل کنندہ جیسا شخص نہیں جس نے بار بار مواقع دیے جانے اور مشغولیت کے باوجود تعاون بڑھانے میں سرکشی اور مکمل بے حسی کا مظاہرہ کیا ہو۔لہذا، اس سلسلے میں اپیل کنندہ کو کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔(333-ای-ایف)

.1.2 روزی الاؤنس کی ادائیگی نہ کرنے کے اثر کے حوالے سے حکام کے سامنے کوئی موقف نہیں لیا گیا کہ روزی الاؤنس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے وہ کارروائی میں حصہ لینے کی پوزیشن میں نہیں تھا، یا یہ کہ کارروائی کا مؤثر طریقے سے دفاع کرنے میں کوئی اور جانبداری اس کی وجہ سے ہوا تھا۔اپیل کنندہ استدعا یا تصدیق نہیں کر سکا کہ عدم ادائیگی یا تو جان بوجھ کر تھی یا اس کے باوجود تھی اور اس کی اپنی غلطی کی وجہ سے نہیں تھی۔ یہ بالآخر جانبداری کا سوال ہے۔ جب تک جانبداری نہیں دکھایا جاتا اور قائم نہیں کیا جاتا، صرف روزی روٹی کی عدم ادائیگی ہر معاملے میں کارروائی کو خراب کرنے کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔ یہ خاص طور پر استدعا کی جانی چاہیے اور یہ ثابت کیا جانا چاہیے کہ متاثرہ ملازم روزی روٹی نہ ملنے کی وجہ سے کس طرح معذور ہے۔ جب تک ایسا نہیں کیا جاتا،

اسے قانون میں مطلق تجویز کے طور پر نہیں مانا جا سکتا کہ روزی روٹی کی عدم ادائیگی موقع سے انکار کے مترادف ہے اور محکمہ جاتی کارروائی کو خراب کرتی ہے۔(333-ایف-ایچ؛334-اے-بی)

1.3. چانسلر نے پایا کہ 11 میں سے 8 اراکین نے اپیل کنندہ کے خلاف مجوزہ کارروائی کی منظوری دے دی ہے۔دیگران کا متضاد نوٹ بظاہر اپیل گزار کو مجبور کر رہا تھا۔یہ کہ یہ اپیل کنندہ کے مبینہ جانبداری متعلق مقدمے کی شدت کو کم کر دیتا ہے۔(334-بی-سی)

1.4. اپیل کنندہ کے بیٹے کی طرف سے دائر تحریری درخواست کو اس بنیاد پر منظور کیا گیا کہ یونیورسٹی کا حکم فطری انصاف کے اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے منظور کیا گیا تھا۔یونیورسٹی نے ان کے نتائج کے اعلان کی ہدایت کی تھی۔عدالت عالیہ نے اس پہلو پر غور نہیں کیا حالانکہ نظر ثانی کی درخواست میں مخصوص موقف اختیار کیا گیا ہے۔یہ حتمی فیصلہ کن عنصر نہیں ہو سکتا، لیکن اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔عدالت عالیہ تمام متعلقہ مواد پر غور کرے گی اور قانون کے مطابق اپنے نتیجے پر پہنچے گی۔(334-ڈی-ای)

1.5. عدالت عالیہ نے کچھ دیگر عوامل کا نوٹس لیا، جو اپیل کنندہ کے خلاف الزامات کا حصہ نہیں تھے یعنی اپیل کنندہ کے بیٹے کو بی اے کلاس میں داخل کرنے میں مبینہ بے ضابطگیاں جب اس نے انٹرمیڈیٹ کلاس پاس نہیں کی تھی۔اگرچہ عدالت عالیہ نے اس کا حوالہ دیا ہے، لیکن اس معاملے میں کوئی موقع * نہیں دیا گیا۔لہذا، یہ مناسب ہوگا کہ اگر عدالت عالیہ معاملے کی نئے سرے سے سماعت کرے تو صرف اپیل کنندہ کے بیٹے کے نتائج کے اعلان کے اثر اور اس کے بیٹے کے نامناسب اور غیر قانونی طور پر داخلے سے متعلق الزامات پر بھی غور کیا جائے۔اس طرح، معاملہ نئے عدالتی فیصلہ لیے واپس عدالت عالیہ کو بھیج دیا جاتا ہے۔(334-ای-جی)

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار:2003 کی دیوانی اپیل نمبر 8663-8664۔

1979 کے C.M.W.P نمبر 8804 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے مورخہ 16.5.96 اور 24.8.2000 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے آر کے جین، ایس ایس نہرا اور ودیا دھر گور۔

جواب دہندگان کی طرف سے اشوک کے سریواستو (این پی)، شیل کمار دویدی اور ایس ڈی شرما۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

اریجیت پسایت، جسٹس: اجازت دی گئی۔

الہ آباد کی عدالت عالیہ نے مہامنا مالویہ ڈگری کالج، میرٹھ کی کمیٹی آف مینجمنٹ (جسے اس کے بعد 'مینجنگ کمیٹی' کہا جاتا ہے) کی طرف سے ان کی خدمات کو ختم کرنے کے اپیل کنندہ کے استفسار کے حکم کی طرف سے دائر تحریری درخواست کو مسترد کر دیا اور نظر ثانی کے لیے درخواست، یہ دونوں اپیلیں دائر کر دی گئی ہیں۔غیر ضروری تفصیلات کے بغیر حقیقی پس منظر مندرجہ ذیل ہے:

اپیل کنندہ کو جولائی 1974 میں زیر بحث کالج کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ سال 1977 میں کالج میں گریجویٹ کلاسوں کے لیے یونیورسٹی کے امتحانات منعقد کیے گئے۔ یونیورسٹی کو امتحانی مرکز میں کچھ بے ضابطگیوں کے بارے میں رپورٹ موصول ہوئی۔ وائس چانسلر نے مبینہ بے ضابطگیوں کی تحقیقات کے لیے ایک کمیٹی مقرر کی۔ انکوائری کمیٹی نے معاملے کی تفتیش کی اور پایا کہ اس مرکز میں جہاں اپیل کنندہ امتحانی مرکز کے سینئر سپرنٹنڈنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا، امتحان کا انعقاد مناسب نہیں تھا۔ انکوائری کمیٹی نے اپیل کنندہ کی طرف سے امتحان کے انعقاد میں کی گئی کئی بڑی بے ضابطگیوں کو پایا۔ یہ نوٹ کیا گیا کہ اپیل کنندہ کا بیٹا راہل بھی امتحان میں حاضر ہو رہا تھا۔ 29.4.1977 پر امتحان کی شام کی شفٹ میں، اس کا بیٹا بنیادی شماریات جنرل کورس میں امتحان میں حاضر ہوا۔ کئی افراد کے بیانات پر غور کرنے کے بعد کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ اپیل کنندہ نے اپنے بیٹے کی مدد کی اور اپنے بیٹے کی جوابی کتاب کو تبدیل کر دیا، مبینہ جوابی کتاب پر انویجیلیٹر کے دستخط انویجیلیٹر شری ایس کے شرما کے نہیں تھے۔ انکوائری کمیٹی نے کارروائی کی سفارش کی۔ 19.9.1977 پر منعقدہ اپنے اجلاس میں، مینیجنگ کمیٹی نے انکوائری کمیٹی کی رپورٹ پر غور کیا اور یکساں تاریخ کے حل کے ذریعے اپیل کنندہ کو معطل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس معاملے میں مزید تحقیقات کرنے کا فیصلہ کیا۔

مذکورہ قرارداد کے مطابق، اپیل کنندہ کو 27.9.1977 پر فرد جُرم جاری کی گئی تھی۔ یہ خاص طور پر ذکر کیا گیا تھا کہ انکوائری کمیٹی کا اجلاس 16.10.1977 پر ہونا تھا اور اپیل کنندہ کو حاضر ہونا چاہیے۔ اگرچہ اپیل کنندہ کو فرد جُرم موصول ہوئی، لیکن اس نے اپنا جواب جمع نہیں کرایا اور اس کے برعکس، اپنے خط کے ذریعے 15 دن کا وقت مانگا جس کی تاریخ 13.10.1977 ہے۔ ان کی درخواست پر غور کرتے ہوئے انکوائری کمیٹی کا اجلاس 25.10.1977 تک ملتوی کر دیا گیا۔ اگرچہ اپیل کنندہ کو رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے مطلع کیا گیا تھا، لیکن وہ انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہوا۔ انکوائری کمیٹی نے ریکارڈ پر موجود مواد پر غور کیا اور اپیل کنندہ کو جانچ کے انعقاد میں بے ضابطگیوں اور غیر قانونی کاموں کا مجرم پایا۔ یہ پایا گیا کہ اس نے اپنے بیٹے کی جوابی کتاب کو غلط مقصد سے تبدیل کیا تھا۔ انکوائری کمیٹی نے اپیل کنندہ کو وائس چانسلر کی منظوری کے ساتھ ملازمت سے برخاست کرنے کی سفارش کی۔ وائس چانسلر کی طرف سے اپیل کنندہ اور مینیجنگ کمیٹی کو 21.12.1977 پر معاملے پر غور کرنے کا نوٹس دیا گیا تھا۔ بعد ازاں اسے 23.12.1977 تک ملتوی کر دیا گیا جب وائس چانسلر نے اپیل کنندہ اور مینیجنگ کمیٹی کو سنا۔ اس کے بعد وائس چانسلر نے اپنے خط کے ذریعے مینیجنگ کمیٹی کو ہدایت کی کہ اپیل کنندہ کو انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش ہونے کا ایک اور موقع دیا جائے اور تمام متعلقہ کاغذات اپیل کنندہ کو دیے جائیں۔ یہ معاملہ انکوائری کمیٹی نے 20.1.1978 پر طے کیا تھا اور اپیل کنندہ کو رجسٹرڈ پوسٹ کے ذریعے مطلع کیا گیا تھا۔ لیکن وہ انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہوئے۔ اس معاملے پر انکوائری کمیٹی نے دوبارہ غور کیا، جس نے اس کی رپورٹ کی تاریخ 25.10.1977 کی تصدیق کی اور مینیجنگ کمیٹی نے اپنے خط کے ذریعے یونیورسٹی کو مطلع کیا کہ اپیل کنندہ انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہوا۔ وائس چانسلر سے درخواست کی گئی کہ وہ اپیل کنندہ کو برخاست کرنے کی تجویز کو منظوری دیں۔ اپیل کنندہ کی طرف سے مانگی گئی تمام دستاویزات 14.2.1978 پر دی گئی تھیں۔ کمیٹی آف مینیجمنٹ کو دوبارہ یونیورسٹی کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں کہا گیا تھا کہ چونکہ اپیل کنندہ کی طرف سے طلب کردہ تمام دستاویزات 24.2.1978 پر اس کے حوالے کی گئی تھیں، لہذا اپیل کنندہ کو 24.2.1978 پر پیش ہونے کی ہدایت کی گئی تھی۔ مینیجنگ کمیٹی سے

درخواست کی گئی کہ وہ وائس چانسلر کے غور وفکر کے لیے 24.2.1978 کے بعد اپنا مقدمہ پیش کرے۔ یونیورسٹی کے مذکورہ خط کے باوجود، اپیل کنندہ دوبارہ انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش نہیں ہوا۔اس سلسلے میں وائس چانسلر کو ضروری معلومات فراہم کی گئیں۔ یونیورسٹی نے دوبارہ مینجنگ کمیٹی اور جواب دہندہ سے کہا کہ وہ وائس چانسلر کے سامنے 24.4.1978 اور پھر 5.6.1978 پر پیش ہوں۔اس معاملے کی سماعت وائس چانسلر نے کی جس کا خیال تھا کہ مینجنگ کمیٹی کی طرف سے تجویز کردہ سزا سخت ہے اور مینجنگ کمیٹی کو اس پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مینجنگ کمیٹی نے اس معاملے پر دوبارہ غور کیا اور فیصلہ کیا کہ اپیل کنندہ کی ملازمت کو برخاست کرنے کے بجائے ختم کر دیا جائے۔اس کے بعد وائس چانسلر نے 1.7.1978 کے بحکم ذریعے مینجنگ کمیٹی کی تجویز کو منظوری دے دی۔اپیل کنندہ نے چانسلر کے سامنے یو پی اسٹیٹ یونیورسٹیز ایکٹ، 1973 (مختصر طور پر 'یونیورسٹی ایکٹ') کی دفعہ 66 کے تحت حوالہ کو ترجیح دے کر مذکورہ حکم کو چیلنج کیا۔حوالہ کو 3.8.1979 کے بحکم ذریعے مسترد کر دیا گیا تھا۔چانسلر نے پایا کہ اپیل کنندہ کو انکوائری کمیٹی کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے کے لیے کافی مواقع دیے گئے تھے، لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہے۔اپیل کنندہ نے وائس چانسلر اور چانسلر کے حکم کو عدالت عالیہ میں چیلنج کیا۔ان کے مطابق حکم منظور ہونے سے پہلے موقع نہیں دیا گیا تھا۔اس موقف کی مینجنگ کمیٹی نے ریکارڈ کے حوالے سے تردید کی تھی جس میں اشارہ کیا گیا تھا کہ کافی سے زائد موقع دیا گیا تھا۔عدالت عالیہ نے 16.5.1996 کے متنازعہ فیصلے کے ذریعے تحریری درخواست کو مسترد کر دیا۔

اپیل کنندہ نے 1996 کے ایس ایل پی (سی) نمبر 23634 میں اس عدالت کے سامنے خصوصی اجازت کی درخواست دائر کر کے فیصلے کی درستگی پر سوال اٹھایا۔ 12.12.1997 کے بحکم مطابق اسے کچھ مشاہدات کے ساتھ نمٹا دیا گیا۔اس عدالت کے سامنے اپیل کنندہ کا بنیادی موقف یہ تھا کہ فیصلہ دو سال گزرنے کے بعد دیا گیا تھا اور جن تنازعات کی تشہیر کی گئی تھی ان میں سے بہت سے تنازعات پر فیصلے میں غور نہیں کیا گیا تھا۔اس عدالت نے اپیل کنندہ کو درخواست پر نظر ثانی کرنے کے لیے خارج کر دیا۔نظر ثانی کی درخواست کو 24.2.2002 کے بحکم ذریعے مسترد کر دیا گیا تھا جو کہ چیلنج کا موضوع بھی ہے۔

اپیل گزار کی طرف سے فاضل وکیل، مسٹر آر کے جین نے پیش کیا کہ عدالت عالیہ کا حکم ایک سے زائد معاملات میں خطرے سے دوچار ہے۔ یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ کو 19.9.77 پر معطل کر دیا گیا تھا اور اسے 19.6.1978 پر ہٹا دیا گیا تھا۔معطلی کی مدت کے دوران کوئی روزی الاؤنس ادا نہیں کیا گیا۔اس سے کارروائی خراب ہوگئی۔دوم، جس بنیادی بنیاد پر کارروائی شروع کی گئی تھی اس کا تعلق اپیل کنندہ کے ذریعے اپنے بیٹے کے فائدے کے لیے مبینہ طور پر بدعنوان طریقوں کو مُتبیت سے تھا، دونوں ایک ساتھ شامل ہو گئے۔ان کے خلاف حکام کی طرف سے کی گئی کارروائی پر سوال اٹھاتے ہوئے، اپیل کنندہ کے بیٹے نے تحریری درخواست دائر کی تھی جس کی اجازت دی گئی تھی اور وائس چانسلر نے ان کے خلاف کی گئی کارروائی کو کالعدم قرار دیتے ہوئے عدالت عالیہ کے حکم کو قبول کر لیا تھا اور ان کے نتائج کا اعلان کرنے کی ہدایت کی تھی۔مسٹر جین کے مطابق، اپیل کنندہ کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لیے مبینہ بے ضابطگیوں کے الزام کی کوئی بنیاد مکمل طور پر موجود نہیں ہے۔آخر میں یہ پیش کیا گیا کہ عدالت عالیہ کے سامنے ریکارڈ پر رکھے گئے کئی دستاویزات سے یہ ثابت ہوا کہ مینجنگ کمیٹی کی طرف سے تعصب تھا۔یہاں تک کہ فیصلہ لینے والی کمیٹی کا حصہ رہنے والے دو افراد نے بھی تعصب کے بارے میں بتایا۔

جواب میں، مینیجنگ کمیٹی کے فاضل وکیل نے پیش کیا کہ روزی روٹی الاؤنس حاصل کرنے کے لیے مخصوص طریقہ کار پر عمل کرنا تھا، جو اپیل کنندہ کے ذریعے نہیں کیا گیا تھا اور اس کے بعد روزی روٹی الاؤنس ادا کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک بیٹے کے معاملے کا تعلق ہے، اس کے خلاف کارروائی فطری انصاف کے اصول کے تقاضوں کی عدم تعمیل کی وجہ سے منسوخ کر دی گئی تھی اور کسی خاص نتیجے کی وجہ سے نہیں جو معروضی طور پر درج کیا گیا تھا کہ اس طرح کی کوئی بے ضابطگیاں نہیں ہوئیں یا درخواست گزار بھی بے قصور تھا۔ درحقیقت، عدالت عالیہ نے حکام کو موقع فراہم کرنے کے بعد نئے سرے سے آگے بڑھنے کی ہدایت کی تھی۔ یونیورسٹی نے کچھ اور سوچا، اور وائس چانسلر نے نتیجہ کے اعلان کی ہدایت کی۔ یہ بذات خود اپیل کنندہ کے خلاف کارروائی کرنے کا حق نہیں چھینتا ہے۔ آخر میں حکم نامہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ 11 میں سے 8 اراکین نے اپیل کنندہ کے خلاف کارروائی کرنے پر اتفاق کیا۔ کسی تعصب کا کوئی سوال ہی نہیں تھا، اور ایک اجتماعی فیصلہ بھی تھا۔ اپیل کنندہ کو مناسب موقع دیا گیا تھا کیونکہ حقیقت پسندانہ منظر نامہ ظاہر ہوگا اور وہ ان کا فائدہ اٹھانے میں ناکام ہونے کی وجہ سے شکایت نہیں کر سکتا۔

عدالت عالیہ کے فیصلے سے، تحریری درخواست میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روزی روٹی کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے مبینہ کمزوری کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ تعصب کے سوال کے لیے کوئی مخصوص نتیجہ بھی ریکارڈ نہیں کیا گیا جیسا کہ فی الحال الزام لگایا گیا ہے۔ ہم نے پایا کہ اپیل کنندہ کی طرف سے تعاون کی مکمل کمی تھی کیونکہ اوپر بیان کردہ حقیقت پسندانہ پس منظر ظاہر ہوتا ہے۔ اپیل گزار کو اپنا مقدمہ پیش کرنے کا کافی موقع دیا گیا۔ اس نے ایسا کرنے کا انتخاب نہیں کیا۔ یہ صرف وہی شخص ہے جو دیئے گئے موقع سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار اور تیار تھا وہ کسی بھی موقع سے انکار کے بارے میں شکایت کر سکتا ہے اور اپیل کنندہ جیسا شخص نہیں جس نے بار بار مواقع دیے جانے اور مشغولیت کے باوجود تعاون بڑھانے میں سرکشی اور مکمل بے حسی کا مظاہرہ کیا ہو۔ لہذا، اس سلسلے میں اپیل کنندہ کو کوئی شکایت نہیں ہو سکتی۔ جہاں تک روزی الاؤنس کی ادائیگی نہ کرنے کے اثرات کا تعلق ہے، حکام کے سامنے ایسا کوئی موقف نہیں لیا گیا کہ روزی الاؤنس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے وہ کارروائی میں حصہ لینے کی پوزیشن میں نہیں تھا، یا یہ کہ کارروائی کا مؤثر طریقے سے دفاع کرنے میں کوئی اور جانبداری اس کی وجہ سے ہوا تھا۔ اپیل کنندہ استدعا یا تصدیق بھی نہیں کر سکا کہ عدم ادائیگی یا تو جان بوجھ کر کی گئی تھی یا اس کے باوجود کی گئی تھی اور اس کی اپنی غلطی کی وجہ سے نہیں تھی۔ یہ بالآخر جانبداری کا سوال ہے۔ جب تک جانبداری نہیں دکھایا جاتا اور قائم نہیں کیا جاتا، صرف روزی روٹی کی عدم ادائیگی ہر معاملے میں کارروائی کو خراب کرنے کی بنیاد نہیں ہو سکتی۔ یہ خاص طور پر استدعا کی جانی چاہیے اور یہ ثابت کیا جانا چاہیے کہ متاثرہ ملازم روزی روٹی نہ ملنے کی وجہ سے کس طرح معذور ہے۔ جب تک ایسا نہیں کیا جاتا، اسے قانون میں مطلق تجویز کے طور پر نہیں مانا جا سکتا کہ روزی روٹی کی عدم ادائیگی موقع سے انکار کے مترادف ہے اور محکمہ جاتی کارروائی کو خراب کرتی ہے۔

جہاں تک تعصب کے معاملے کا تعلق ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ چانسلر نے اس پہلو کو تفصیل سے نمٹا ہے اور پتہ چلا ہے کہ 11 میں سے 8 اراکین نے مجوزہ کارروائی کو منظوری دے دی ہے۔ دیگران کی طرف سے متضاد نوٹ جنہوں نے ایسا نہیں کیا، بظاہر اپیل کنندہ کو مجبور کر رہا تھا۔ یہ خود ہی مبینہ تعصب سے متعلق اپیل کنندہ کے مقدمے کی شدت کو کم کر دیتا ہے۔

بقایا سوال یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ کے بیٹے کو بری کر دیا گیا ہے، الزامات کا بنیادی حصہ غائب ہو گیا ہے جیسا کہ

اپیل کنندہ کی جانب سے دعوی کیا گیا ہے۔عدالت عالیہ کے فیصلے کی تاریخ 11.1.1979 ہے، جس کے تحت اپیل کنندہ کے بیٹے کی تحریری درخواست کو اس بنیاد پر اجازت دی گئی تھی کہ یونیورسٹی کا حکم فطری انصاف کے اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے منظور کیا گیا تھا۔یونیورسٹی نے 14.6.1983 کے خط کے ذریعے اپیل کنندہ کے بیٹے کے نتائج کے اعلان کی ہدایت کی تھی۔ایسا لگتا ہے کہ اس پہلو پر عدالت عالیہ نے غور نہیں کیا ہے حالانکہ نظر ثانی کی درخواست میں مخصوص موقف اختیار کیا گیا ہے۔یہ حتمی فیصلہ کن عنصر نہیں ہوسکتا، لیکن اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔عدالت عالیہ تمام متعلقہ مواد پر غور کرے گی اور قانون کے مطابق اپنے نتیجے پر پہنچے گی۔

مزید یہ کہ عدالت عالیہ نے کچھ دیگر عوامل کا نوٹس لیا تھا جو اپیل کنندہ کے خلاف الزامات کا حصہ نہیں تھے یعنی اپیل کنندہ کے بیٹے کو بی اے کلاس میں داخل کرنے میں مبینہ بے ضابطگیاں جب اس نے انٹرمیڈیٹ کلاس پاس نہیں کی تھی۔اگرچہ عدالت عالیہ نے اس کا حوالہ دیا ہے، لیکن اس معاملے میں کوئی موقع نہیں دیا گیا۔ہمیں لگتا ہے کہ یہ مناسب ہوگا اگر عدالت عالیہ معاملے کی نئے سرے سے سماعت کرے اور صرف اپیل کنندہ کے بیٹے کے نتائج کے اعلان کے اثر اور اس کے بیٹے کے نامناسب اور غیر قانونی طور پر داخلے سے متعلق الزامات پر بھی غور کرے۔اب، اپیل کنندہ جانتا ہے کہ یہ اس کے خلاف الزامات میں سے ایک ہے جو پہلے سے شروع کی گئی کارروائی کو ختم کرنے کا جواز پیش کرے گا۔اپیل کنندہ کو اس سلسلے میں مواد پیش کرنے کی اجازت ہوگی۔جہاں تک جواب دہندگان کا تعلق ہے، اسی طرح کا موقف ہوگا۔

چونکہ ہم معاملے کو نئے عدالتی فیصلہ لیے بھیج رہے ہیں اس لیے یہ اس طرح کا مواد پیش کرنے کے لیے کھلا ہوگا جو مذکورہ بالا دو پہلوؤں کے عدالتی فیصلہ مقصد کے لیے ضروری ہو۔ہم نے خوبیوں پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی ہے۔ہم عدالت عالیہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ فریقین کو مناسب نوٹس کے بعد جون 2004 کے آخر تک معاملے کو نمٹانے کی کوشش کرے۔دیوانی متفرق تحریری درخواست نمبر 8804/1979 کو اس کے اصل نمبر اور فائل پر بحال کر دیا جائے گا۔

اپیلوں کو اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔بنا اخراجات کے۔

این جے۔

اپیلوں کو نمٹا دیا گیا۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document